

غلام مصطفیٰ قاسمی

میری ذاتی

لائبریری

سندھ میں اجتماعی اور سرکاری کتب خانوں کے ساتھ انفرادی اور ذاتی کتب خانے بکثرت پائے جاتے ہیں، ان میں سے کچھ تو ذاتی لائبریریاں اور خاندانی کتب خانے ہیں جو نسلاً بعد نسل چلے آتے ہیں، اور یہ عام طور پر سندھ کے پرانے پیران غظام یا علمائے کرام کے گزری نشیمنوں اور اولاد و اخلاف کے پاس ہیں۔ ایسے کتب خانے چند کچھو کچھ باقی مقفل ہی رہتے ہیں، جن سے فائدہ حاصل کرنا تو درکنار ان کی زیارت بھی مشکل ہوتی ہے۔

میری لائبریری بھی سندھ کی ایک ذاتی لائبریری ہے جو صرف میری ذاتی کوشش اور نجیبی سے قائم ہوئی، اس میں میرے اسلاف کا کوئی دخل نہیں ہے۔ میرے دادا مرحوم ان پڑھ اور چھوٹے زمیندار تھے اور ان کا پیشہ زراعت اور کاشتکاری تھا۔ گاؤں رئیس کا گوٹھ ضلع لاڑکانہ میں سب سے پہلے میرے والد بزرگوار نے استاذ علمائے سندھ علامہ غلام صدیق شہداد کوٹی سے تعلیم حاصل کی جو کہ حفظ قرآن مجید اور کچھ فارسی اور عربی کی کتابوں تک محدود تھی، ان کا زیادہ تر میلان تصوف اور باطنی علوم کی طرف تھا اس لئے انھوں نے اس طرف کوئی توجہ نہ فرمائی۔ مجھے اپنے والد بزرگوار سے درنہ میں صرف ایک قلمی قرآن مجید معرشی حائل کی صورت میں ہاتھ آیا جو اب بھی موجود ہے۔ اس کے بعد میرے ماموں

بزرگوار الحاج ڈر محمد مرحوم نے کچھ عربی اور فارسی کی تعلیم حاصل کی۔ اور ان کے ہاں فارسی اور عربی کی کچھ مطبوعہ ابتدائی کتابیں تھیں وہ بھی میرے ہاتھ آ گئیں۔

میں بچپن میں ہی یتیم ہو گیا تھا، کچھ گھریلو ماحول اور زیادہ تر ذاتی رجحان کی بنا پر مجھے تعلیم کے لئے فارسی اور عربی مدرسہ میں بٹھایا گیا۔ خدا تعالیٰ کی اعانت اور ذاتی استعداد کی فراوانی تھی۔ استاد بھی نہایت اچھے مل گئے ان کی رہنمائی میں جلد ہی ملکہ حاصل ہوتا گیا اور میری دلچسپی مطالعہ اور علمی کتابیں جمع کرنے میں ہو گئی۔ شروع سے یہ کوشش رہی کہ کسی سے مستعار نہ کر کتاب نہ پڑھوں۔ اور یہ بھی جنوں کی حد تک شوق رہا کہ علمائے سندھ کی قلمی تصانیف کو جمع کرتا رہوں، آج اس کا یہ نتیجہ ہے کہ میری ذاتی لائبریری میں تقریباً چار ہزار نادر مطبوعہ کتابیں ہیں جو تفسیر، حدیث، فقہ، اصول، نحو، صرف، معانی، بیان، منطق، فلسفہ، تاریخ اور طب پر مشتمل ہیں اور تقریباً ایک تئیسواں ذرات قلمی کا ذخیرہ بھی موجود ہے جن میں سے اکثر علمائے سندھ کی تصانیف ہیں۔

ان قلمی کتابوں میں کتابت کے لحاظ سے قدیم ترین کتاب علامہ عینی کی شرح نقایہ فقہ حنفی میں ہے، جو دنیا کی فہارس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ میرا نسخہ دنیا میں منفرد ہے، اور دوسری کسی لائبریری میں پایا نہیں جاتا۔ یہ چھوٹے سائز کے تقریباً پانچ سو صفحات پر مشتمل ہے، اس کتاب کی تالیف کا سن ۱۱۷۷ھ ہے اور کتابت کا سال ۱۲۴۲ھ ربیع الاول ۱۱۷۷ھ ہے، دمشق، شام کے صالحیہ محلہ میں اس کی کتابت ہوئی اور یہ مؤلف علامہ کے نسخے سے منقول اور تالیف سے صرف پانچ سال بعد کا نسخہ ہے۔ خوشخط اور سالم ہے۔ دوسرا قدیم قلمی نسخہ علم صرف میں شافعیہ کی شرح کفایۃ المفرطین عربی کا ہے اس کا تب ایک سندھی عالم اور خطاط عبداللہ نامی ہے۔ شعبان کی ۱۲۷۷ھ تاریخ ۱۱۷۷ھ اس کا سن کتابت ہے۔ کتاب کے آخر میں یہ عبارت ہے :

فرغ من انتساخ هذا الكتاب المسمى بكفاية المفرطین صاحبه و

مالک الفقیہ الغریق فی بحار نعم الله عبد الله بن المخدم کرم الله بن

نرین الدین فی ۱۲ شعبان ۱۲۷۷ھ © rasailojaraid.com سنہ ۱۴۰۱ھ

الرابعة عشر بعد الالف في مسكنه قرية كانهري القرية من سيستان

السند -

اس خطی نسخے کی ایک بڑی خوبی یہ ہے کہ اس کے آخر میں بیس، تیس اور اوراق زائد ہیں جن پر قدیم سندھی ابیات اور قدیم علمائے سندھ کی علمی تحقیقات لکھی ہوئی ہیں۔ یہ علمی نسخہ مجھے پاٹ کے مشہور خاندان صدیقی سے ہاتھ آیا۔

قریہ کانہری، قریب سیوہان سندھ کے ساکن خطاط اور عالم مولانا عبداللہ بن کرمل اللہ کے ہاتھ سے لکھی ہوئی کتاب جابر بردی شرح شافیہ صرف کا ایک نسخہ اور بھی ہے اور اس کا سن کتابت ۲ ذوالحجہ ۱۲۸۵ھ ہے۔ یہ کتاب اگرچہ پھپ گئی ہے لیکن اس قلمی نسخے کی یہ خصوصیت ہے کہ نہایت صحیح ہے۔ یہ بھی پاٹ سندھ کے مخدوم سے ہاتھ آئی تھی۔ علم کلام کی ایک کتاب شرح تجرید ہے جس پر متعدد علماء نے حواشی لکھے ہیں۔ ان میں سے علامہ دوانی اور ملا صدرا کے حواشی قدیم اور جدیدہ عالمی شہرت کے حامل ہیں۔ یہ حواشی اب تک طبع نہیں ہوئے۔ اور فلسفی علماء جن کے ہاں یہ حواشی ہوتے ہیں وہ ان کے موجود ہونے کا خرمیہ اظہار کرتے ہیں۔ مجھے بھی ان کی بڑی تلاش رہی۔ ایک تاجر کو میں نے اس کے سیٹ کے لئے آٹھ سو روپے بھی پیش کئے لیکن وہ چار ہزار کی رقم مانگ رہا تھا۔ خدا کی عنایت سے مجھے قدیم کا بہترین نسخہ مولانا معین الدین اجمیری کی ذاتی لائبریری کا ان کے صاحبزادے سے تحفہ مل گیا۔ فللہ الحمد

علماء سندھ کی ہمہ دانی ضرب المثل رہی ہے۔ اس سلسلہ میں مخدوم محمد ہاشم سندھی تو سب سے سبقت لے گئے ہیں۔ کوئی فن ایسا نہیں جس میں مخدوم صاحب کی تالیف نہ ہو۔ مجھے ان کی تالیفات جمع کرنے کا شروع سے بڑا شوق رہا۔ ان کی ایک نادر روزگار تالیف حواشی خلاصۃ الحساب ہے۔ خلاصۃ الحساب علم حساب میں علامہ آملی کی تصنیف ہے۔ مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھی نے اس پر بسیط حواشی لکھے ہیں۔ اس کا ایک منفرد نسخہ میری ذاتی لائبریری میں موجود ہے۔ اس کے آخر میں کاتب کا نام خیر محمد ولد محمد حفیظ ساکن ہالاکنڈی کا بتایا گیا ہے۔ اور سن کتابت ۱۸ رجب بروز پیر ۱۱۹۰ھ ہے۔ اور یہ مؤلف علام کے نسخے سے

منقول ہے۔ اس کی دوسری کاپی مجھے سندھ کے کسی کتب خانے میں نظر نہیں آتی۔ اسی کے ساتھ ہی ایک جلد میں مخدوم محمد ہاشم صاحب سندھی کی ایک دوسری تالیف سرجی فرائض کی شرح شیخ الاسلام پر حواشی ہیں۔ یہ بھی اپنی نوعیت کا منفرد نسخہ ہے۔

منظر الانوار عربی مسائل روزہ پر مشتمل متن اور شرح دونوں مخدوم محمد ہاشم سندھی کی تالیف ہیں، ۳۹۴ صفحات پر مشتمل اپنی نوعیت کی بہترین کتاب ہے۔ میرے مطالعہ میں دنیا کے کسی عالم کی اس موضوع پر اتنی بسیط کتاب نظر نہیں آئی۔ اس کے شروع میں مخدوم صاحب نے جن علمی کتابوں سے اس کی تالیف میں استفادہ کیا ہے، ان کی ایک فہرست پیش کی ہے اور یہ سب کتابیں ان کی ذاتی لائبریری میں تھیں۔ ان کو دیکھ کر عقل دنگ رہ جاتی ہے کہ مخدوم صاحب نے یہ کتابیں کیسے جمع کی تھیں حالانکہ اس سائنسی اور طباعت کے دور میں بھی بیسیوں کتابیں ان کی ایسی ہیں جو آج تک طبع نہیں ہوئی ہیں۔ یہ نسخہ کوئی زیادہ پرانا نہیں ہے۔ سن کتابت ۱۲۴۴ ذوالقعد ۱۳۲۲ھ ہے اور کاتب کا نام جمال الدین لہار ساکن خیر پور میرس ہے اور سن تالیف ۱۱۲۵ھ ہے۔

مخدوم صاحب نے اس کتاب کا فارسی ترجمہ حیات الصائمین کے نام سے کیا ہے۔ جس میں بتایا ہے کہ سندھ میں عربی اتنی سمجھی نہیں جاتی جتنی فارسی سمجھی جاتی ہے۔ اس لئے آپ نے اس کا فارسی ترجمہ کیا۔ حیات الصائمین کا خوش خط قلمی نسخہ بھی میری ذاتی لائبریری میں موجود ہے۔ اس نسخہ کی خوبی یہ ہے کہ کلام شاہ عبد اللطیف بھٹائی کے فارسی شراح اور ناظم مولانا ہدایت اللہ مرحوم ہالائی جیسے عظیم فقیہ اور عالم کے ہاتھ سے لکھا ہوا نسخہ ہے۔ ان کے علاوہ مخدوم محمد ہاشم صاحب کے دوسرے بھی کئی رسائل ہیں جن کا ذکر طوالت سے خالی نہ ہوگا۔

ٹھٹھہ سندھ کے قاضی نعمت اللہ صاحب، مخدوم صاحب کے اُستاد الاساتذہ گزریے ہیں، موصوف کو فقہ کے ساتھ فلسفہ میں بھی بڑا تبحر حاصل تھا۔ انھوں نے علامہ دوانی کی زوراء متن کی شرح لکھی ہے، جو اس مشکل کتاب کے حل میں مجھے کوئی دوسری شرح نظر نہیں آئی۔ علامہ دوانی نے خود بھی اپنے متن کی شرح لکھی ہے جس کا قلمی نسخہ میں نے مدینہ منورہ

میں حرم کی لائبریری میں دیکھا تھا۔ مگر یہ شرح اس سے بھی بسیط اور واضح ہے اس کا ایک متفرد نسخہ پیر بھنڈو کی لائبریری میں تھا، اس سے فوٹو اسٹیٹ کاپی لے کر میں نے اپنی ذاتی میں بھی محفوظ رکھا اور میں نے اس پر عربی میں حواشی بھی لکھے ہیں۔ اس نسخہ پر سن گزرتی نہیں ہے لیکن نہایت خوشخط اور قدیمی نادر نسخہ معلوم ہوتا ہے۔

سندھ میں مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی کے فقہ میں جانشین مخدوم عبدالواحد سیوہانی (ولادت ۱۲۵۰ھ اور وفات ۱۳۲۲ھ) ہیں۔ آپ کو نعمان ثانی کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ آپ نے بیسیوں کتابیں چھوٹی بڑی تالیف فرمائیں جن میں زیادہ تر مشہور ان کی بیاض واحدی ہے جس کا ابتدائی حصہ طبع ہو چکا ہے اور وہ میرے پاس بھی موجود ہے لیکن علامہ موصوف کی ایک معرکہ الاراء تالیف اشباہ و نظائر علامہ ابن نجیم پر حواشی ہیں۔ اشباہ و نظائر فقہ میں مشکل ترین کتاب سمجھی جاتی ہے۔ مخدوم عبدالواحد صاحب نے اس کو بالکل آسان کر دیا ہے، اس کا ایک نسخہ جو مصنف کے ہاتھ سے لکھا ہوا ہے، میری ذاتی لائبریری میں موجود ہے۔ مجھے اس کا کوئی دوسرا نسخہ کہیں نظر نہیں آیا۔ اور یہ نسخہ بھی علامہ مرحوم کے اخلاف سے ہاتھ آیا تھا۔

علامہ قاضی محمود ٹھٹھوی دسویں صدی کے عالم اور یگانہ روزگار گزرے ہیں۔ آپ دو واسطوں سے علامہ جلال الدین دوانی کے شاگرد ہیں۔ آپ نے فلسفہ اور صرف میں کئی کتابیں تالیف فرمائی ہیں، مجھے ان کی تالیفات جمع کرنے کا بھی شروع سے شوق تھا اس طرح مجھے ان کی تین چار کتابیں مل گئیں، ان میں سے ایک شرح العقائد ہے۔ اصل کتاب مخدوم عثمان قلندر لعل شہباز سیوہانی کی علم صرف میں تصنیف ہے۔ یہ متن سندھ میں رائج تھا اور سندھ کے عربی مدارس کے نصاب میں داخل تھا۔ علامہ قاضی محمود نے اس کی فارسی شرح لکھی۔ کاتب کا نام محمد ذکر ہے۔ کاغذ اور کتابت سے یہ نسخہ تقریباً تین سو سال پرانا معلوم ہوتا ہے۔ علامہ محمود کی دوسری تالیف شرح و تمسک ہے اس کے سرورق کے کنارے پر لکھا ہوا ہے:

”نقل گرفته شد از مسودہ مصنف“ یعنی مصنف کے نسخے سے نقل کی گئی۔

اس کے آخر میں یہ تاریخی عبارت ثبت ہے :-

”این رسالہ تصنیف قاضی محمود تتمہ است در زمان کہ نواب اسم خاں در تتمہ رفتہ بودند وقاضی محمود بہ سبب تفرقہ وپریشانی باین طرف نواب تانجان اورا آوردہ ودر لشکر ایشان سکونت کردند این شرح را باتمام رسانیدہ در ۱۲۰۲ھ“

اس لائبریری کی زینت اصول حدیث کا ایک خطی نسخہ امعان النظر فی شرح النخبہ ہے جو قاضی محمد اکرم نصر پوری سندھی کی تصنیف ہے۔ یہ تاریخی نسخہ ہے، جس کی کتابت ۱۲۰۲ھ میں مدینہ منورہ میں ہوئی اور حاجی فقیر اللہ علوی شکار پوری نے مدینہ منورہ سے خریدا۔ اس پر حاجی صاحب کی تحریر اس طرح موجود ہے :

قد تلذذت العیون بمطالعتہ فی غرة رمضان المبارک ۱۲۰۲ھ
بالشرامہ الصمیم . والمالک الاحقر فقیہ اللہ بن عبد الرحمن الحنفی .

۱۱۷۹ھ

قاضی محمد اکرم سندھی گیارہویں صدی کے علماء میں سے تھے اور مکہ مکرمہ میں ان کی سکونت تھی اور وہیں وفات پائی۔

شاہ ولی اللہ کی تعلیم (اُردو)

از پروفیسر غلام حسین جلبانی

پروفیسر جلبانی ایم۔ اے سابق صدر شعبہ عربی سندھ یونیورسٹی کے برسوں کے مطالعہ و تحقیق کا حاصل یہ کتاب ہے۔ اس میں مصنف نے حضرت شاہ ولی اللہ کی پوری تعلیم کا احصاء کیا ہے۔ پہلا ایڈیشن ختم ہو گیا ہے اور قارئین کے اصرار پر دوسرا ایڈیشن چھپ رہا ہے۔ معیار طباعت کا خاص خیال رکھا گیا ہے۔

شاہ ولی اللہ اکیڈمی صدر حیدر آباد سندھ